www.KitaboSunnat.com

معیشت واقتصاد

شیخ الحدیث حافظ ذوالفقار علی

[سلسلہ چہارم]

خرید وفروخت کے زرّیں اسلامی اُصول

(لین دین میں اختیار کا مسئلہ؛ اسلامی شریعت اور سرمایہ داریت کی نظر میں)

بیع میں خیار (Option) کی صورتیں

بعض اوقات انسان غور وفکر کے بغیر بیع کر لیتا ہے مگر اسے جلد ہی یہ احساس ہو جاتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، یا اسے کسی ماہر سے مشورہ کرنے اور چیز کی جانچ پڑتال کے لیے وقت درکار ہوتا ہے، یا بیع کی شرائط پوری نہ ہونے، یا چیز اور قیمت کے متعلق مکمل معلومات نہ ہونے، یا دھوکے اور فراڈ کی وجہ سے نقصان اُٹھانا پڑتا ہے، اسلامی شریعت نے اس کا حل قانونِ خیار کی شکل میں متعارف کرایا ہے۔ خیار کا معنی ہے:

''خرید وفروخت کے معاملہ کو فسخ قرار دینے یا اسے باقی رکھنے میں سے جو صورت بہتر معلوم ہو، اس کا انتخاب کرنا۔''

خیار کی بہت سی اقسام ہیں مگر ان میں سے نمایاں قسمیں آٹھ ہیں جو درج ذیل ہیں:

i) **خیار مجلس:** اس کا مطلب ہے جب تک فریقین اس مقام پر موجود ہیں جہاں بیع ہوئی ہے، ان میں سے ہر ایک کو بیع ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا» (صحیح بخاری:۲۰۷۹)

''بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں۔''

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

''شارع ﷺ نے بیع میں خیارِ مجلس کو فریقین کے فائدے اور مکمل رضامندی ـــــ جو اللہ تعالیٰ نے بیع کے لیے ایک شرط کے طور پر بیان کی ہے ـــــ کے لیے رکھا ہے، کیونکہ عموماً بیع جلد

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بازی میں غور وفکر کے بغیر ہی ہوجاتی ہے، لہٰذا یہ شریعتِ کاملہ کی خوبیوں میں سے ہے کہ اس نے ایک حد (جب تک دونوں فریق بیع کی جگہ موجود ہیں) مقرر کر دی ہے جس میں دونوں فریق اپنے فیصلے پر غور وفکر اور نظر ثانی کر لیں۔'' (اعلام الموقعین: ۳/۱۶۴)

لیکن اگر مشتری جدا ہونے سے قبل خریدی گئی چیز میں تصرف کر لے مثلاً کسی کو ہبہ کر دے اور فروخت کنندہ اس پر اعتراض نہ کرے تو خیارِ مجلس ختم اور بیع لازم ہوجاتی ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اگر دونوں یا ایک بیع کرتے وقت یہ واضح کر دے کہ بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا تو پھر بھی دونوں یا جس نے یہ حق ختم کیا، اس کا اختیار ساقط ہو جائے گا اور بیع لازم ہو جائے گی۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

«إذا تبایع الرجلان فكل واحد منهما بالخيار ما لم يتفرَّقا وكانا جميعًا أو يُخيِّر أحدهما الآخر» (صحیح بخاری:۲۱۱۲)

''جب دو شخص بیع کریں تو ہر ایک کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں یعنی اکٹھے ہوں یا ایک دوسرے کو اختیار نہ دے دیں۔''

یہ حضرات ایک دوسرے کو اختیار دینے کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ جب فریقین یا ان سے ایک لین دین کرتے وقت یہ شرط لگا لے کہ خیارِ مجلس نہیں ہوگا تو یہ اختیار ختم ہو جاتا ہے، لیکن یہ بات صحیح نہیں، کیونکہ یہ خیار کی حکمت وفلسفہ کے خلاف ہے۔ ہماری رائے میں اس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ جب تک فریقین بیع کی جگہ پر موجود ہوں، ان کے درمیان بیع لازم نہیں ہوتی سوائے اس بیع کے جس میں وہ ایک دوسرے کو جدا ہونے کے بعد بھی طے شدہ مدت تک بیع فسخ قرار دینے کا اختیار دے دیں، یعنی اس صورت میں جدائی سے قبل ہی بیع لازم ہو جاتی ہے البتہ طے شدہ مدت تک بیع منسوخ کرنے کا اختیار باقی رہتا ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

«كل بيعين لا بيع بينهما حتى يتفرقا إلا بيع الخيار» (رقم الحدیث:۲۱۱۳)

''خرید وفروخت کرنے والوں کے درمیان بیع (لازم) نہیں ہو گی یہاں تک وہ جدا ہوں جائیں سوائے اس بیع کے جس میں وہ ایک دوسرے کو اختیار دے دیں۔''

ii) **خیارِ شرط:** جب فروخت کنندہ یا مشتری خریداری کا معاملہ کرتے وقت یہ کہے کہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے اتنی مدت تک بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا اور دوسرا فریق بھی اس پر راضی ہو تو اس کو خیارِ شرط کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

«المسلمون على شروطهم» (سنن ابی داؤد:۳۵۹۴)

''مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں۔''

تاہم اس کو سود کا ذریعہ بنانا جائز نہیں، لہٰذا اگر قرض دہندہ قرض پر اِضافی رقم لینے کی بجائے قرض لینے والے کی کوئی جائیداد خرید لے اور یہ طے کرلے کہ مجھے اتنی مدت تک بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا تاکہ دورانِ مدت اس جائیداد سے فائدہ اُٹھا سکے اور جب مدت پوری ہو تو خیارِ شرط کے تحت بیع فسخ کردے تو یہ جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ سودی حیلہ ہے۔ چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا:

''ایک شخص دوسرے سے کوئی چیز مثلاً زمین خریدتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ آپ کو فلاں مدت تک بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے، تو اُنہوں نے فرمایا: جائز ہے بشرطیکہ حیلہ مقصود نہ ہو۔ حیلہ سے مراد یہ ہے کہ وہ قرض لینے والے سے کوئی جائیداد خرید کر اس سے فائدہ اُٹھائے اور اس میں خیار کی شرط طے کرلے تاکہ اس حیلے کے ذریعے قرض کے بدلے فائدہ حاصل کرے۔''

(المُغني:۴۸۶/۷)

◉ مزید برآں بیع کی وہ اَقسام جن میں فروخت کی گئی چیز اور اس کے معاوضہ پر وقوعِ بیع کے مقام پر ہی قبضہ شرط ہے، جیسے گندم کی گندم، سونے کی سونے کے عوض بیع اور کرنسی کی خرید وفروخت ہے، یا وقوعِ بیع کے وقت مکمل قیمت کی اَدائیگی ضروری ہے جیسا کہ بیع سلم میں ہے، وہاں بھی خیارِ شرط کی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"أن البيوع التي يشترط فيها التقابض في المجلس كالصرف وبيع الطعام بالطعام أو القبض في أحد العوضين كالسلم لايجوز شرط الخيار فيها" (روضة الطالبين :۴۳۹/۱)

''بیع کی وہ صورتیں جن میں دونوں طرف سے موقع پر قبضہ شرط ہے، جیسے کرنسی کی خرید و فروخت، یا غلے کی غلے کے عوض بیع ہے۔ یا مکمل قیمت کی پیشگی ادائیگی ضروری ہے، جیسا کہ بیع سلم میں ہے تو اِن میں خیار شرط جائز نہیں۔''

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:

''بیع کی جن اقسام میں وقوعِ بیع کے جگہ پر ہی قبضہ شرط ہے جیسے بیع صرف (کرنسی کی خرید وفروخت)، بیع سلم اور ان اَجناس کی باہم بیع ہے جن کا کمی بیشی کے ساتھ باہمی تبادلہ سود ہے ان میں خیارِ شرط نہیں ہے، کیونکہ ان کا مطلب ہے کہ فریقین کے جدا ہونے کے بعد ان کے درمیان کوئی تعلق باقی نہ رہے جب کہ خیارِ شرط کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے درمیان (خیار کی مدت تک) تعلق باقی رہے گا۔'' (المغني:۷/۴۸۸)

iii) **خیارِ تدلیس:** مشتری کو اندھیرے میں رکھ کر کوئی چیز فروخت کی جائے تو اسے تدلیس کہا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں شریعت مشتری کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ حقیقتِ حال واضح ہونے پر بیع فسخ کرسکتا ہے۔

تدلیس کی یہ صورت تو زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہے کہ بعض بیوپاری دودھ دینے والے جانور کو منڈی میں لے جانے سے قبل کچھ وقت کے لیے اس کا دودھ نہیں دوہتے تاکہ خریدار کو تھن بھرے نظر آئیں اور وہ یہ سمجھے کہ اچھی مقدار میں دودھ دینے والا جانور ہے، لیکن جب وہ جانور کو گھر لے جا کر دودھ دوہتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ دودھ کی حقیقی مقدار بہت کم ہے۔ نبی ﷺ نے اس حربے کو ممنوع قرار دیا اور فرمایا: جس نے ایسا جانور خریدلیا، اس کو دو باتوں میں اختیار ہے۔ اگر اپنے سودے پر مطمئن ہے تو اسے باقی رکھے اور اگر مطمئن نہیں تو اس کو فسخ کردے یعنی جانور واپس کرکے اپنی رقم لے لے اور دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور دے۔

(صحیح بخاری:۲۱۵۱)

بعض لوگ حادثہ شدہ گاڑیوں کو مرمت کر کے غیر حادثہ شدہ کا تاثر دے کر فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ بھی تدلیس کی ایک شکل ہے جو حرام ہے۔

iv) **خیارِ غبن:** غبن کا معنی ہے 'دھوکہ دہی اور کمی کرنا' جب کسی شخص سے دھوکہ دہی یا اس کی ناواقفیت اور اعتماد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی چیز مارکیٹ کی نسبت بہت زیادہ سستی خرید لی جائے یا معمول سے زیادہ مہنگی بیچ دی جائے تو اس کو اصطلاح میں 'غبن' کہتے ہیں جو کہ حرام ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہدِ نبوت میں مدینہ منورہ میں غلہ وغیرہ دوسرے شہروں سے لا کر ہی فروخت کیا جاتا تھا، بعض چالاک تاجر منڈی سے باہر جا کر ہی تجارتی قافلوں سے سارا مال خرید لیتے تھے، نبی اکرم ﷺ نے اس پر پابندی لگا دی، کیونکہ اس میں یہ اندیشہ بھی تھا کہ تاجر قافلے والوں کی ناواقفیت سے فائدہ اُٹھا کر سستے داموں نہ خرید لیں اور اگر کوئی مالک تاجر پر اعتماد کر کے اپنا مال فروخت کر دے اور وہ منڈی میں پہنچ کر یہ محسوس کرے کہ تاجر نے جو قیمت دی ہے، وہ صحیح نہیں اور حقیقی قیمت یہ ہے تو اس کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے تو بیع باقی رکھے اور چاہے تو منسوخ کر دے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«لا تلقوا الجلب فمن تلقاه فاشترٰی منه فإذا أتی سیده السوق فهو بالخیار» (صحیح مسلم:۱۵۱۹)

''قافلے والوں سے آگے جا کر نہ ملو۔ جس نے آگے جا کر مال خرید لیا تو جب مال کا مالک بازار پہنچے تو اس کو (معاملہ فسخ کرنے کا) اختیار ہوگا۔''

علمائے احناف خیارِ غبن کے قائل نہیں، وہ کہتے ہیں جو شخص بازار میں جائے، اس کا فرض ہے کہ مارکیٹ کا ریٹ معلوم کر کے علیٰ وجہ البصیرۃ بیع کرے۔ اگر اس نے مارکیٹ ریٹ معلوم کئے بغیر بیع کر لی اور بعد میں معلوم ہوا کہ اس کو دھوکہ لگا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے اور اس کو بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

یہ رائے متذکرہ بالا حدیث کے خلاف ہے۔ خود حنفی علما بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حدیث خیارِ غبن کی مضبوط ترین دلیل ہے، ہمارے پاس اس کا کوئی اِطمینان بخش جواب نہیں ہے۔ چنانچہ معروف حنفی عالم مولانا تقی عثمانی اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں آپ ﷺ نے دیہاتی (مال لانے والے) کو جو اختیار دیا یہ خیارِ مغبون کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس حدیث کا کوئی اطمینان بخش جواب شافعیہ اور حنفیہ کے پاس نہیں ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ متاخرین حنفیہ نے اس مسئلہ میں امام مالکؒ کے قول پر فتویٰ دیا۔

علامہ ابن عابدین (شامی) ردّ المحتار میں فرماتے ہیں کہ آج کل دھوکہ بازی بہت عام ہو

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے، لہٰذا ایسی صورت میں مالکیہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے مغبون کو اختیار دیا جائے گا، کیونکہ دھوکہ اسی شخص کے کہنے کی بنا پر ہوا ہے۔ ویسے ہی دھوکہ لگ گیا تو بات دوسری ہے، لیکن جب اس نے کہا کہ بازار میں یہ دام ہے اور بعد میں بازار میں وہ دام نہیں نکلے تو یہ دھوکہ اس کے کہنے کی وجہ سے ہوا لہٰذا دوسرے فریق کو اختیار ہے، فتویٰ بھی اسی کے اوپر ہے۔'' (انعام الباری:۶/۲۲۸)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''حنفیہ کے پاس اس حدیث کا کوئی جواب نہیں ہے۔ لہٰذا اس باب میں ائمہ ثلاثہ کا مسلک راجح ہے۔'' (ایضاً:ص۳۰۴)

v) **خیارِ عیب:** اگر چیز خریدنے کے بعد اس میں کسی ایسے نقص کا انکشاف ہو جو فروخت کنندہ کے ہاں سے ہی موجود تھا، لیکن بیع کے وقت خریدار کے علم میں نہ آسکا تو خریدار کو بیع منسوخ کرکے اپنی رقم واپس لینے کا اختیار ہے، اس کو 'خیارِ عیب' کہتے ہیں۔ نقص سے مراد ایسا عیب ہے جس سے قیمت میں کمی واقع ہو۔

مشتری رضامند ہو تو خیارِ عیب میں تصفیہ کی ایک شکل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس چیز کی نقص کے ساتھ اور بغیر نقص کے قیمت لگائی لی جائے اور دونوں قیمتوں میں جو فرق ہو، وہ رقم مشتری کو واپس کردی جائے اور بیع کو قائم رکھا جائے۔

خیارِ عیب کی غرض وغایت مشتری کو ضرر سے بچانا ہے، کیونکہ وہ چیز کو بے عیب سمجھ کر خریدنے پر رضامند ہوا تھا، نقص کی موجودگی اس کی رضامندی کے خلاف ہے، اس لیے علماے دین کے مابین اس کی مشروعیت متفق علیہ ہے۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہے:

أَنَّ رجلا اشترٰى عبدًا فاستغلَّه ثم وجد به عيبًا فرَدَّه فقال:يا رسول الله ! إنه قد استغل غلامي . فقال رسول الله ﷺ: «الخراج بالضمان»

(سنن ابن ماجہ:۲۲۶۲)

''ایک شخص نے ایک غلام خریدا، پھر اس سے (اُجرت کے بدلے کام پر لگا کر) فائدہ اٹھایا، بعد میں اس میں عیب پایا اور اسے واپس کردیا۔ اس پر فروخت کنندہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اس نے میرے غلام سے فائدہ بھی تو اُٹھایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فائدہ نقصان کی ذمہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داری کی بنیاد پر ہے۔''

یعنی اس عرصہ میں چونکہ غلام کا ذمہ دار مشتری تھا، اگر وہ کسی وجہ سے ہلاک ہو جاتا تو مشتری کا ہی نقصان ہوتا، اس لیے اجرت بھی اسی کا حق ہے۔

vi) **خیار بصورتِ اختلاف:** جب معاملہ طے پانے کے بعد فروخت کنندہ اور مشتری کے درمیان قیمت وغیرہ میں اختلاف پیدا ہو جائے ،مثلاً فروخت کنندہ کہے کہ میں نے اس کی قیمت ایک ہزار بتائی تھی اور خریدار کہے کہ نو سو میں سودا طے ہوا تھا اور دونوں میں سے کسی کے پاس دلیل یا گواہ موجود نہ ہو تو فروخت کنندہ کی بات معتبر سمجھی جائے گی اور خریدار کو اختیار ہوگا کہ وہ بیع باقی رکھے یا فسخ کردے۔

«إذا اختلف البيعان وليس بينهما بينة فهو ما يقول ربّ السلعة أو يتتاركان» (سنن ابی داؤد:۳۵۱۱)

''جب فروخت کنندہ اور خریدار کا اختلاف ہو جائے اور دونوں میں سے کسی کے پاس دلیل نہ ہو تو فروخت کنندہ کی بات معتبر ہوگی یا پھر دونوں بیع ختم کر دیں۔''

سنن ابن ماجہ میں ہے :

أن عبد الله بن مسعود باع من الأشعث بن قيس رقيقًا من رقيق الإمارة فاختلفا في الثمن فقال ابن مسعود: بعتك بعشرين ألفًا وقال الأشعث بن قيس: إنما اشتريت منك بعشرة آلاف فقال عبد الله: إن شئتَ حدثتك بحديثٍ سمعته من رسول الله ﷺ. فقال: هاته قال: فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول:«إذا اختلف البيعان وليس بينهما بينة والبيع قائم بعينه فالقول ما قال البائع أو يترادان قال: فإني أرٰى أن أردّ البيع فرده».

(رقم الحدیث:۲۲۰۶)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اشعث بن قیس کو سرکاری غلاموں میں سے ایک غلام فروخت کیا۔ پھر دونوں کا قیمت کے متعلق اختلاف ہو گیا،حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے تھے: میں نے تجھے بیس ہزار میں بیچا ہے جب کہ اشعث بن قیس کا دعویٰ تھا کہ میں نے آپ سے صرف دس ہزار میں خریدا ہے۔اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ سے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ اشعث نے کہا: بیان کرو۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ فروخت کنندہ اور خریدار کا اختلاف ہو جائے اور کسی کے پاس گواہ نہ ہو اور فروخت کی گئی چیز بعینہٖ موجود ہو تو فروخت کنندہ کا دعویٰ درست مانا جائے گا، یا دونوں بیع فسخ کر دیں۔ اَشعث نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں بیع فسخ کر دوں۔ چنانچہ اُنہوں نے بیع فسخ کر دی۔''

vii) **قیمت خرید غلط بتانے کی وجہ سے خیار:** جب فروخت کنندہ کوئی چیز اس دعویٰ کے ساتھ فروخت کرے کہ وہ اپنی لاگت قیمت سے صرف اتنے روپے زائد منافع لے رہا ہے جیسا کہ مرابحہ میں ہوتا ہے یا اپنی لاگت قیمت پر ہی بیچ رہا ہے جیسا کہ بیع تولیہ میں ہے یا اپنی لاگت سے اتنے روپے کم وصول کر رہا ہے جیسا کہ بیع وضعیہ میں ہوتا ہے اور بعد میں یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے غلط بیانی کی ہے تو مشتری کو بیع منسوخ کرنے کا اختیار ہے، کیونکہ ان صورتوں میں مشتری فروخت کنندہ پر اعتماد کر کے بیع کرتا ہے، لہٰذا ان کا ہر قسم کی خیانت اور شبہات سے پاک ہونا اور خریدار کو لاگت قیمت کا علم ہونا ضروری ہے جو فروخت کنندہ کی غلط بیانی کی وجہ سے نہیں ہو سکا، اس لیے خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیع ختم کر دے۔

viii) **تغیر واقع ہونے کی وجہ سے اختیار:** اس سے مراد یہ ہے کہ مشتری نے ایک ایسی چیز کا سودا کر لیا جو اس نے معاملہ طے پانے سے کافی عرصہ پہلے دیکھی تھی، لیکن جب سودا طے پانے کے بعد سامنے آئی تو اس میں تبدیلی آ چکی تھی، اب مشتری کو اختیار ہے کہ بیع باقی رکھے یا منسوخ کر دے، کیونکہ تبدیلی پیدا ہونے کے بعد مذکورہ چیز وہ نہیں رہی جس کا مشتری نے خریداری سے قبل مشاہدہ کیا تھا، لہٰذا یہ بیع ختم کر سکتا ہے، لیکن اگر کوئی قابل ذکر تبدیلی واقع نہ ہوئی ہو تو پھر مشتری کو بیع ختم کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔

یہاں یہ بات بھی نوٹ کرنے کی ہے کہ شرعی اُصول وضوابط کی روشنی میں خیار کی فیس لی جا سکتی ہے اور نہ ہی یہ حق کسی دوسرے کو فروخت کیا جا سکتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِختیارات (Options) کی بیع

اختیار کا جدید مفہوم

شریعتِ اسلامیہ میں اختیار (Option) کا مفہوم تو وہی ہے جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے، لیکن سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں اختیار کا تصور اس سے بالکل مختلف ہے۔ جدید معاشی ماہرین کے نزدیک اختیار سے مراد ہے:

عقد يخول لحامله الحق ببيع أو شراء أوراق مالية أو سلع معينة بسعر معين طيلة فترة زمنية معينة (فقه البيوع المنهي عنها مع تطبيقاتها الحديثة في المصا رف الإسلامية، از ڈاکٹر احمد ریان: ص۲۵)

''ایسا عقد جو اختیار (Option) لینے والے کو ایک خاص مدت تک طے شدہ قیمت پر فنانشل پیپرز یا متعین اجناس خریدنے یا بیچنے کا حق دے۔''

اِختیار دینے کی باقاعدہ فیس لی جاتی ہے اور معاصر معیشت میں اس کو مستقل مال شمار کیا جاتا ہے جو کسی دوسرے کو فروخت بھی کیا جا سکتا ہے۔

عقدِ اِختیار میں دو فریق ہوتے ہیں:

- **اختیار کا خریدار:** (مشتری الاختیار) اس سے مراد وہ شخص ہے جو فیس دے کر خریدنے یا بیچنے کا اختیار حاصل کرتا ہے۔
- **اختیار کا فروخت کنندہ:** (محرر الاختیار) جو فیس وصول کر کے بیچنے یا خریدنے کا اختیار دیتا ہے۔

یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ اختیار کا خریدار اگر چیز خریدنا یا بیچنا چاہے تو اختیار دینے والا اس کی مرضی کا پابند ہوتا ہے کیونکہ اس نے فیس وصول کی ہوتی ہے، لیکن اختیار لینے والا خریدنے یا بیچنے کا پابند نہیں ہوتا۔

نوٹ: اختیار دہندہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ اختیار دیتے وقت اس چیز کا مالک بھی ہو بلکہ غیر ملکیتی چیز کا اختیار بھی دے سکتا ہے۔ ماہرین معیشت کی اصطلاح میں اس کو اوپن آپشن (خیار مکشوف) کہا جاتا ہے۔ اگر اختیار دیتے وقت وہ چیز اس کی ملکیت میں ہو تو

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو کورڈ آپشن (خيار مغطي) کہتے ہیں۔

اِختیار کی قسمیں

اختیار کی بنیادی قسمیں دو ہیں:

① اگر خریدنے کا اختیار لیا گیا ہو، تو اس کو Call Option (اختيار الشراء) کہتے ہیں۔

② اور اگر بیچنے کا ہو، تو اس کو Put Option (اختيار البيع) کہتے ہیں۔

خریداری اختیار کا مقصد

خریداری اختیار (Call Option) لینے کا پہلا مقصد خرید وفروخت کے ذریعے قیمتوں کے اُتار چڑھاؤ سے فائدہ اٹھانا ہے۔ مثلاً کسی کمپنی کے ایک سو شیئرز ہیں اور شیئر کی موجودہ قیمت ایک سو روپیہ ہے۔ 'الف' کے خیال میں ایک مہینہ تک اس شیئر کی قیمت میں کمی واقع ہو سکتی ہے جب کہ 'ب' کے نزدیک اس عرصہ میں مذکورہ شیئر کی قیمت بڑھنے کی توقع ہے۔ لہٰذا 'ب' 'الف' کو پانچ روپے فی شیئر فیس ادا کر کے ایک مہینہ تک اس قیمت پر مذکورہ شیئرز خریدنے کا اختیار لے لیتا ہے۔ اس مثال میں 'ب' اختیار کا خریدار (مشترى الاختيار) اور 'الف' فروخت کنندہ (محرر الاختيار) ہے۔ اب یہاں تین حالتیں پیش آسکتی ہیں:

① مقررہ تاریخ تک شیئر کی قیمت پانچ روپے سے زائد بڑھ گئی ہے، مثلاً ایک سو چھ روپے ہو گئی ہے تو 'ب' 'الف' سے ایک سو روپے فی شیئر کے حساب سے وہ شیئرز خرید کر مارکیٹ میں ایک سو چھ میں فروخت کر دے گا۔ اس طرح اسے پانچ سو روپے آپشن فیس ادا کرنے کے بعد ایک سو روپے کا فائدہ ہو جائے گا جب کہ 'الف' کو ایک سو روپے کا نقصان ہوگا۔

② شیئر کی قیمت کم ہو کر نوے روپے رہ گئی ہے تو اس صورت میں 'ب' 'الف' سے شیئرز نہیں خریدے گا، کیونکہ مارکیٹ میں اس کی قیمت گر چکی ہے۔ اگر اسے شیئرز سے دلچسپی ہوئی بھی تو وہ 'الف' سے ایک سو میں خریدنے کی بجائے مارکیٹ سے نوے روپے کے حساب سے خریدے گا، کیونکہ اس طرح اس کا نقصان آپشن فیس تک ہی محدود رہے گا جو کہ پانچ سو روپے ہے اور یہی پانچ سو 'الف' کا منافع ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ شیئر کی قیمت میں اضافہ تو ہوا ہے مگر آپشن فیس پانچ روپے سے کم ۔مثلاً تین روپے اضافہ ہو گیا ہے، تب بھی اختیار کا خریدار 'ب' وہ شیئرز خرید لے گا۔ اگرچہ اس صورت میں اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو رہا، تاہم اس کا خسارہ کم ہو جاتا ہے، کیونکہ نہ خریدنے کی صورت میں پوری آپشن فیس رائیگاں جاتی ہے جب کہ خریداری کی صورت میں صرف تین سو روپے کا نقصان ہے۔

خریداری اختیار (Call Option) لینے کا دوسرا مقصد قیمتوں میں ممکنہ اِضافے سے پیشگی تحفظ اور متوقع کمی سے فائدہ اُٹھانا ہے، یعنی 'خریداری اختیار' احتیاطی تدبیر کے طور پر لیا جاتا ہے۔اس کی مثال یوں ہے:

'الف' کے ذمہ ایک ہزار امریکی ڈالر قرض ہے جو اس نے تین ماہ بعد ادا کرنا ہے۔ڈالر کی موجودہ قیمت اَسّی روپے ہے ۔'الف' اس کشمکش میں ہے کہ وہ ابھی ڈالر خرید لے یا ادائیگی کے موقع پر خریدے، کیونکہ اگر وہ ابھی خرید لیتا ہے اور اَدائیگی تک اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے تو اس کا نقصان ہے، کیونکہ اس نے ڈالر مہنگے داموں خریدا ہوا ہے۔ اور اگر اس وقت نہیں خریدتا تو ممکن ہے کہ اَدائیگی تک اس کی قیمت بڑھ جائے اور اسے مہنگے داموں خریدنا پڑے، یہ بھی خسارے کا سودا ہو گا ۔لہٰذا 'الف' 'ب' کو ایک روپیہ فی ڈالر فیس ادا کر کے تین مہینوں تک اَسّی روپے فی ڈالر ایک ہزار ڈالر خریدنے کا اختیار لے لیتا ہے۔اَب اگر مقررہ تاریخ تک روپے کے مقابلہ میں ڈالر کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو وہ 'ب' سے اسی روپے کے حساب سے ایک ہزار ڈالر خرید لے گا اور اگر کمی واقع ہو تی ہے تو وہ 'ب' سے خریدنے کی بجائے مارکیٹ سے خریدے گا۔اس صورت میں اگرچہ اسے آپشن فیس کا نقصان برداشت کرنا پڑے گا، تاہم مارکیٹ سے ڈالر سستا مل جائے گا۔

بیچنے کا اختیار (Put Option)

اس میں اگر اختیار لینے والا فروخت کرنا چاہے تو اختیار دہندہ خریدنے کا پابند ہوتا ہے جبکہ خریداری اختیار میں بیچنے کی پابندی تھی یعنی یہ خریداری اختیار کے برخلاف ہے۔اس کا پہلا

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصد خرید وفروخت کے ذریعے قیمتوں کی کمی سے فائدہ اٹھانا ہے۔مثلاً 'الف' 'ب' کو ایک سو روپیہ آپشن فیس ادا کر کے ایک مہینے تک کسی کمپنی کے ایک سو شیئرز پچاس روپے فی شیئرز کے حساب سے فروخت کرنے کا اختیار خرید لیتا ہے۔اب اگر اس عرصہ میں شیئر کی قیمت گر گئی تو 'الف' وہ شیئرز طے شدہ قیمت پر 'ب' کو فروخت کر دے گا،لیکن اگر قیمت میں اضافہ ہو گیا تو 'ب' کو بیچنے کی بجائے مارکیٹ میں فروخت کرنے کو ترجیح دے گا۔اس صورت میں اگرچہ اس کی آپشن فیس رائیگاں جائے گی،تاہم اسے دوسری طرف سے فائدہ ہو جائے گا۔

فروختنی اختیار کا دوسرا مقصد مستقبل میں ممکنہ نقصان سے پیشگی تحفظ ہے۔مثلاً 'الف' کے پاس ایک امریکی ڈالر ہے جس کی حالیہ قیمت اَسّی روپے ہے۔'الف' اس کشمکش میں ہے کہ وہ یہ ڈالر اپنے پاس رکھے یا ابھی فروخت کردے،کیونکہ اگر وہ اپنے پاس رکھتا ہے تو اس کی قیمت گرنے کا احتمال ہے۔ اور اگر ابھی فروخت کرتا ہے تو ممکن ہے،آئندہ اس کی قیمت بڑھ جائے اور یہ نفع سے محروم رہے۔لہٰذا 'الف' 'ب' کو آپشن فیس ادا کر کے ایک مہینے تک اسی روپے میں ڈالر بیچنے کا اختیار خرید لیتا ہے۔اب اگر مقررہ تاریخ تک ڈالر کی قیمت بڑھ گئی تو وہ کسی دوسرے کو فروخت کر دے گا ،اور اگر کم ہوگئی تو اسی روپے میں 'ب' کو فروخت کر دے گا۔گویا 'الف' یہ اختیار حاصل کر کے ڈالر کی قیمت گرنے سے مطمئن ہو گیا ہے۔

اختیارات کی خرید وفروخت کا شرعی حکم

مذکورہ بالا تفصیلات یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں رائج اختیارات اور شریعت کے تصورِ اختیار کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔اختیار کا شرعی مفہوم تو صرف اتنا ہے کہ بیع باقی رکھنے یا فسخ کرنے میں سے جو صورت بہتر معلوم ہو، اس کا انتخاب کر لیا جائے۔اس کی نہ تو کوئی فیس مقرر ہوتی ہے اور نہ ہی یہ حق کسی دوسرے کو فروخت کیا جاسکتا ہے،جبکہ زیر بحث اختیار کسی چیز کو خریدنے یا بیچنے کا محض ایک حق ہے جو نہ تو مال ہے اور نہ ہی کسی چیز کا حق استعمال، نیز یہ ایسا مالی حق بھی نہیں جس کا معاوضہ لیا جا سکے،لہٰذا اس کی خرید وفروخت حرام ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید یہ کہ اختیارات کا لین دین ایک ایسا عمل ہے جو غرر اور سٹہ بازی جیسی قباحتوں پر مشتمل ہے۔غرر اس طرح کہ اختیار کے استعمال کی نوبت آئے گی یا نہیں؟اس کا علم نہ تو خود اختیار کے خریدار کو ہوتا ہے اور نہ ہی فروخت کنندہ کو۔کیونکہ اس کا انحصار اس پر ہے کہ خریدار کی توقع کے مطابق قیمتوں میں کمی بیشی ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر اس نے خریداری اختیار لیا ہوا اور قیمتیں بڑھ جائیں تو وہ بیع کرے گا، ورنہ نہیں۔اسی طرح اگر اس نے بیچنے کا اختیار لے رکھا ہو تو صرف قیمت کم ہونے کی صورت میں اختیار دہندہ کو فروخت کرے گا، اضافے کی صورت میں کسی دوسرے کو بیچ دے گا۔چونکہ قیمتوں میں کمی بیشی غیر یقینی امر ہے، اس لیے بیع کا انعقاد مبہم ہے اور یہی غرر ہے جس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔

سٹہ بازی اس طرح کہ اس سارے معاملے میں خرید وفروخت کی نیت قطعاً نہیں ہوتی بلکہ نیت صرف یہ ہوتی ہے کہ اگر فلاں تاریخ تک شیئرز کی قیمت بڑھ گئی تو اختیار دہندہ سے اتنے فیصد اضافہ وصول کر لیا جائے گا اور اگر کم ہوگئی تو اس کو اتنے فیصد اضافہ دے دیا جائے گا۔ یا اگر قیمتیں کم ہوگئیں تو اتنے فیصد اضافہ وصول اور اگر بڑھ گئیں تو ادا کر دیا جائے گا۔گویا یہ قسمت لڑانے کا کھیل ہے جسے جوا کہا جاتا ہے۔یہی جوا شیئرز اور کرنسی کی جگہ دیگر اَجناس کی بنیاد پر بھی کھیلا جاتا ہے۔ اگر آپشن اوپن ہو تو درج بالا خرابیوں کے ساتھ غیر ملکیتی چیز کا سودا کرنے کی خرابی بھی شامل ہوجاتی ہے۔

بعض شبہات کا ازالہ

پہلا شبہ: علماے دین بیعانہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔آپشن فیس بیعانہ کے مشابہ ہے کہ جس طرح بیعانہ دینے والا چیز نہ خرید سکے تو بیعانہ ضبط ہوجاتا ہے، اسی طرح اگر اختیار لینے والا چیز نہ خریدے تو آپشن فیس ضبط ہو جاتی ہے۔مزید یہ کہ جس طرح بیعانہ میں مشتری کو مقررہ تاریخ تک چیز خریدنے کا حق ہوتا ہے، اسی طرح اختیار میں بھی مشتری کو متعین تاریخ تک خریداری کا حق ہوتا ہے، لہٰذا بیعانہ کی طرح یہ بھی جائز ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے بیعانہ کے بارے میں جاننا ضروری ہے، جسے علماے دین

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جائز قرار دیا ہے۔ جب کوئی کاروباری معاملہ اس طرح طے پائے کہ کچھ رقم پیشگی اَدا کر کے یہ کہا جائے کہ اگر میں نے یہ چیز خرید لی تو یہ رقم قیمت کا حصہ شمار ہوگی اور اگر نہ خریدی تو یہ آپ کی ملکیت ہوگی تو اس کو 'بیعانہ کی بیع' (بیعُ الْعُرْبُوْن) کہا جاتا ہے۔ چنانچہ سنن ابن ماجہ میں بیعانہ کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"العربان أن يشتري الرجل دابة بمائة دينار فيعطيه دينارين عربونًا فيقول: إن لم أشتر الدابة فالديناران لك" (رقم الحدیث:۲۲۱۱)

''بیعانہ یہ ہے کہ آدمی (مثلاً) سو دینار کا جانور خریدے اور دو دینار بیعانہ کے طور پر دے کر یہ کہے کہ اگر میں نے یہ جانور نہ لیا تو یہ دو دینار تمہارے ہوں گے۔''

امام نوویؒ بیعانہ کی تشریح میں رقمطراز ہیں:

"وهو أن يشتري شيئًا ويعطي البائع درهمًا أو دراهم ويقول: إن تم البيع بيننا فهو من الثمن وإلا فهو هبة لك" (المجموع:۹/۳۳۵)

''بیعانہ یہ ہے کہ آدمی کوئی چیز خریدے اور فروخت کنندہ کو ایک یا کچھ درہم دے کر یہ کہے کہ اگر ہمارے درمیان بیع مکمل ہوگئی تو یہ رقم قیمت کا حصہ شمار ہوگی، بصورتِ دیگر یہ آپ کے لیے ہبہ ہوگی۔''

علامہ ابن قدامہؒ لکھتے ہیں:

"والعربون في البيع هو أن يشتري السلعة فيدفع إلى البائع درهمًا أو غيره على أنه إن أخذ السلعة احتسب به من الثمن وإن لم يأخذها فذٰلك للبائع" (المغنی:۴/۳۱۲)

''بیع میں بیعانہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ انسان کوئی سامان خریدے، فروخت کنندہ کو اس شرط پر درہم وغیرہ دے کہ اگر اس نے سامان لے لیا تو یہ رقم قیمت سے وضع کر لی جائے گی اور اگر نہ لیا تو یہ رقم فروخت کنندہ کی ہوگی۔''

بیعانہ کی مذکورہ بالا تعریفات سے دو باتیں سامنے آتی ہیں:

① خریداری کی صورت میں بیعانہ کی رقم قیمت کا حصہ بن جاتی ہے۔

② بیعانہ میں صرف مشتری کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ چیز خریدے یا نہ خریدے، فروخت کنندہ بیچنے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا پابند ہوتا ہے۔

لیکن اختیارات کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یہاں نہ تو آپشن فیس قیمت کا حصہ بنتی ہے اور نہ ہی فروخت کنندہ پر بیچنے کی پابندی ہوتی ہے بلکہ اختیار دہندہ پابند ہوتا ہے، قطع نظر اس بات کے کہ وہ خریدار ہے یا فروخت کنندہ۔

اس کے علاوہ بھی کئی لحاظ سے ان میں فرق ہے۔ مثلاً بیعانہ میں چیز کا حصول پیش نظر ہوتا ہے جبکہ اختیارات میں چیز کے حصول کی بجائے قیمتوں میں واقع فرق کا لین دین کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اختیارات کی باقاعدہ خرید وفروخت ہوتی ہے، لیکن بیعانہ میں ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا آپشن فیس کو بیعانہ پر قیاس کرنا درست نہیں۔

دوسرا شبہ: عقدِ اختیار حقیقت میں خرید وفروخت کا وعدہ ہے جو ایک نیکی ہے اور آپشن فیس کے نام پر دی گئی رقم اس نیکی کا صلہ ہے۔

یہ توجیہ بھی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ نہ تو خرید وفروخت کے وعدے کو نیکی قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اختیار کو وعدہ قرار دینے کی کوئی گنجائش موجود ہے، کیونکہ اس کی باقاعدہ فیس لی جاتی ہے جس سے یہ عقد معاوضہ کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

تیسرا شبہ: اختیارات اور خیارِ شرط باہم ملتے جلتے ہیں۔ خیارِ شرط جائز ہے، اس لیے یہ بھی جائز ہونا چاہیے۔

یہ بات بھی صحیح نہیں کہ اختیارات کا لین دین خیارِ شرط کے مشابہ ہے۔ خیارِ شرط کا معاوضہ لیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کے لیے عقدِ بیع سے الگ کوئی عقد/معاہدہ ہوتا ہے جب کہ اختیار دینے کا معاوضہ وصول کیا جاتا ہے اور اس کے لیے علیحدہ عقد بھی طے پاتا ہے۔ لہٰذا اس کو خیارِ شرط کے مشابہ قرار دینا بعید از قیاس ہے اور اگر اسے خیارِ شرط پر قیاس کر بھی لیا جائے تب بھی یہ جائز نہیں بنتا، کیونکہ خیارِ شرط کا معاوضہ جائز نہیں۔

حاصل کلام یہ کہ سرمایہ دارانہ معیشت میں رائج اختیارات کا لین دین حرام ہے ان کو بیعانے اور خیارِ شرط پر قیاس کرنا قیاسِ باطل ہے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ